

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ! فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (البقرة: 183)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

روزے کیوں فرض کئے گئے:-

اس آیت کریمہ میں روزوں کا فلسفہ اور حکمت بیان کی گئی ہے کہ روزوں کو کیوں فرض کیا گیا؟ سوچنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سزا تو نہیں دینا چاہتے۔ یا اللہ تعالیٰ اس بات پر خوش تو نہیں ہوتے کہ میرے بندے بھوکے پیاسے رہیں۔ بندوں کو بھوکے رکھ کر اسے کوئی فائدہ تو نہیں ہوتا۔ کیوں ارشاد فرمایا گیا کہ تم روزے رکھو؟ معلوم یہ ہوتا ہے اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ بتلایا گیا کہ اس لئے فرض کئے گئے کہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔

روزے کا فلسفہ و حکمت:-

روزے کا فلسفہ اور حکمت کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو جائے۔ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کسی صحابی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا کبھی خاردار راستے سے گزرے ہو۔ کہا کئی دفعہ گزرا ہوں۔ کیسے گزرتے ہو۔ کہا حضرت بڑا بیچ بچا کر سمٹ سمٹا کر کہ کہیں میرا دامن الجھ نہ جائے، فرمایا اسی کا نام تقویٰ ہے کہ اے انسان تو ایسے سنبھل کر زندگی گزار کہ تیرا دامن کسی گناہ میں آلودہ نہ ہو جائے اسی کو تقویٰ اور پرہیزگاری کہتے ہیں۔ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں یعنی صرف کھانے اور پینے کا ہی روزہ نہیں ہوتا، آنکھ کا بھی روزہ ہوتا ہے، زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے،

زبان کا بھی روزہ ہوتا ہے، کان کا بھی روزہ ہوتا ہے، دل دماغ کا بھی روزہ ہوتا ہے۔ روزہ دار انسان تو سر سے لے کر پاؤں تک روزہ دار ہوتا ہے۔

روزے کا کمال:-

روزے کا کمال نصیب ہی تب ہوتا ہے جب انسان سارے کا سارا روزہ دار ہو۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ بعض روزہ دار ایسے ہیں جنہیں بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا کیوں؟ روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کی غیبت کی، روزہ تو رکھا لیکن جھوٹ بولا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کو دھوکہ دیا، روزہ تو رکھا لیکن دوسرے کے حق کو پامال کیا، جب روزہ رکھ کر ایسا کیا تو گویا روزے کا ثواب جاتا رہا۔ اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے، کتنے بندے ایسے ہیں جنہیں روزے سے بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

روزے کے آداب:-

روزے کے کچھ آداب ہیں ایک ہم جیسے عوام الناس کا روزہ ہے وہ تو یہ کہ کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ ایک ہے خواص کا روزہ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح کھانے پینے سے پرہیز کریں اسی طرح دوسرے تمام گناہوں سے پوری طرح پرہیز کریں۔ مثلاً آنکھ کے گناہ سے پرہیز، کان کے گناہ سے پرہیز، زبان کے گناہ سے پرہیز، گویا روزہ کی حالت میں گناہوں سے بچیں۔

زیادہ روزہ لگنے کی وجوہات:-

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو آدمی پرہیزگاری کے ساتھ روزہ رکھتا ہے اسے بھوک پیاس بہت کم محسوس ہوتی ہے اور زیادہ بھوک پیاس اسی کو لگتی ہے جو بد پرہیزیاں کرتا ہے۔

غیبت سے پرہیز:-

حضور ﷺ کے دور کی بات ہے، دو عورتوں نے روزہ رکھا اور روزہ ان کو اتنا لگا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئیں یہ بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں کہیں کہ کلی کریں۔ دونوں کو کہا گیا کہ کلی کریں چنانچہ ان کے منہ سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلے۔ وہ حیران کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا پیا۔ یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے بتلایا کہ یہ دراصل روزہ رکھ کر دوسروں کی غیبت کرتی رہیں اور غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردار کا گوشت کھانا۔ یہ واقعات اسلئے پیش آئے کہ ہم جیسوں کیلئے آئندہ مثال بن سکیں، اللہ تعالیٰ نے عبرت بنا دیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

ایمان کیلئے ڈھال:-

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر روزہ دار سے کوئی بندہ جھگڑا یا زیادتی بھی کرے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ یوں پرہیز گاری کے ساتھ روزہ رکھے گا تو ایمان کے لئے ڈھال بن جائے گا۔ یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخروئی کا ذریعہ بن جائے گا۔

روزوں کے مقاصد:-

ہمارے اندر پرہیز گاری پیدا کرنے کے لئے روزے فرض کئے گئے۔ جیسے ماں بعض اوقات اپنے بچے کو کوئی چیز کھانے نہیں دیتی۔ اسلئے کہ اس میں بچے کا فائدہ ہوتا ہے۔ بچے کا جی چاہا کہ میں برف کا گولا کھاؤں، ماں نہیں دیتی۔ اس ماں کو بچے کیساتھ کوئی دشمنی تو نہیں ہوتی، ماں بچے کو محروم نہیں رکھنا چاہتی، ماں بچے کو رونا پسند نہیں کرتی۔ اس میں بچے کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ روزے رکھو اس میں ہمارے لئے خود فائدہ ہے۔ اپنی ذات کے لئے فائدہ ہے۔

روزے اور ڈاکٹروں کی تحقیق:-

ڈاکٹروں نے یہ تحقیق کی ہے کہ ایک مہینہ کے روزے رکھنے سے بہت سی بیماریاں جسم سے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ روزوں کا جسمانی طور پر بھی فائدہ ہے اور روحانی طور پر بھی۔ کئی بندے وہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کے گھر کا غسل خانہ غریب آدمی کے گھر سے بھی زیادہ مہنگا ہوتا ہے۔ پورا سال وہ اپنی مرضی سے کھاتے پیتے ہیں اگر رمضان المبارک کے روزے نہ ہوتے تو ہو سکتا ہے انہیں یہ پتہ ہی نہ چلتا کہ جو غریب آدمی اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ بھوکا ہے اس کے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کر کے ہمارے اوپر احسان کیا۔ انسان جب سارا دن کچھ نہ کھائے کچھ نہ پیئے تب خیال آتا ہے کہ جو بھوکا رہتا ہوگا اس کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

بیمار پرسی کرنا اور پڑوسیوں کا خیال رکھنا:-

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ حیران ہو جائے گا کہ یا اللہ تیری شان بڑی ہے، آپ بھوک پیاس سے منزہ و مبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا، اے میرے بندے میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی۔ وہ بندہ حیران رہ جائے گا۔ حیران ہو کر عرض کرے گا یا اللہ یہ کیسی بات ہے کہ آپ بھوکے پیاسے تھے میں نے کھانا نہیں کھلایا آپ بیمار تھے میں نے بیمار پرسی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں فلاں موقع پر تیرا پڑوسی بھوکا اور پیاسا تھا تو اسے کھانا کھلاتا یہ ایسا ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھانا کھلادیا۔ اگر بیمار کی عیادت کرتا ایسا ہی تھا جیسے تو نے میری عیادت کی۔ انسان کو اس وقت احساس ہوگا کہ دوسرے انسان کی غمگساری پر کیا ثواب ہوتا ہے۔ آج کا اچھا پڑوسی بن جانا بھی قسمت والے کو نصیب ہوتا ہے۔ آج تو لڑائی ہی پڑوسیوں سے ہوتی ہے حالانکہ پڑوسی کے حق کے بارے میں

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ میرے پاس اتنی بار آئے اتنی بار آئے کہ مجھے شک ہوا کہ مرنے کے بعد پڑوسی کو وراثت میں شامل کر لیا جائے گا لیکن ہمارا جھگڑا چلتا ہی پڑوسیوں کے ساتھ ہے، بچوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں الجھ پڑتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رشتے ناتے ختم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ بات کو اگر سلجھانا چاہیں تو سلجھ بھی جاتی ہے۔

عجیب واقعہ:-

دو بھائی تھے جن میں محبت کا تعلق تھا لیکن بیویوں کی آپس میں نہ بنتی تھی۔ ان میں سے ایک بھائی نے دوسرے کو دعوت کھانے کے لئے گھر بلایا اور اس کے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ اس کی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے سامنے سے اٹھ لیا کہ ہم اس بندے کو کھانا نہیں دیتے۔ یہ بھائی دل میں بہت رنجیدہ ہوا۔ اس کے بھائی نے جب چہرے پر غصے کے اثرات دیکھے تو کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میں آپ کے گھر آیا تھا یاد رہے کہ آپ نے بھی کھانا میرے سامنے رکھا تھا۔ آپ کی ایک مرغی بھاگتی ہوئی آئی اور سالن میں اس کا پاؤ پڑا تو سالن گر گیا۔ میں نے روٹی نہ کھائی کیونکہ سالن اور نہیں تھا۔ تمہارے گھر کی ایک مرغی نے کھانا خراب کر دیا اور میں نے محسوس نہ کیا اگر میری بیوی نے غصے میں کھانا اٹھا لیا تو آپ غصے کیوں ہوتے ہیں۔ دوسرے بھائی نے کہا بات تو سچی ہے کیا میں اتنا بھی اس کا لحاظ نہیں کر سکتا جتنا اس نے میری مرغی کا کیا تھا چنانچہ بات جلدی سمجھ میں آگئی معاملہ الجھتے الجھتے بالکل سلجھ گیا۔ اگر سمجھنے کی نیت ہو تو بات جلدی سمجھ آ جاتی ہے اور اگر لڑنے کی نیت ہو تو بات بالکل سمجھ نہیں آتی۔ اچھا پڑوسی بن کے رہنا یہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔

اچھے اخلاق:-

حدیث میں ہے ”میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں“ مکارم اخلاق میں سے ایک یہ ہے

کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ آج اس بات کی طرف توجہ دینا بڑا مشکل معاملہ ہے۔ پڑوسی کی بات اور ہے بھائیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایک بن کے رہنا بڑا مشکل ہے ہمارے اندر کی برائیوں کے اثرات ساتھ والوں پر پڑتے ہیں۔

روزہ رکھنے کا اصل مقصد کیا ہے:-

روزہ رکھنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو رزق کی قدر معلوم ہو۔ اور اس کے اندر پرہیزگاری پیدا ہو۔

نعمتوں کی قدر:-

دیکھئے روٹی کا ایک لقمہ کتنے مراحل سے گزر کر ہمارے منہ میں آتا ہے۔ زمین، پانی، ہوا، سورج کی دھوپ یہ سب چیزیں استعمال ہوئیں تب گندم کا پودا بڑا ہوتا ہے۔ پھر انسان نے کاٹا، صاف کیا، آگ پر پکایا، تب جا کر روٹی ہمارے سامنے آئی۔ جب اتنے مراحل سے گزر کر یہ نعمت ہمارے سامنے آتی ہے ہم اسے کھاتے ہوئے بسم اللہ بھی نہیں پڑھتے کتنی عجیب بات ہے۔

عجیب واقعہ:-

ہمارے دادا پیر حضرت فضل علی قریشیؒ کی زمین تھی۔ اسمیں خود ہل چلاتے تھے، خود پانی دیتے تھے، خود کاٹتے، خود بیج نکالتے، پھر وہ گندم گھر آتی تھی۔ پھر رات کو عشاء کے بعد میاں بیوی اسے پیسا کرتے اور اس آٹے سے بنی ہوئی روٹی خانقاہ میں مریدوں کو کھلائی جاتی تھی۔ آپ اندازہ کیجئے حضرتؒ یہ سب کچھ خود کرتے تھے۔ حضرتؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ با وضو رہتے تھے گھر والوں کی بھی یہی عادت تھی۔ ایک دن حضرت نے کھانا پکوا یا اور خانقاہ میں لے آئے۔ اللہ اللہ سیکھنے والے سالکین آئے ہوئے تھے وہ کھانا حضرتؒ نے ان کے سامنے رکھا، جب وہ کھانے لگے آپ نے انہیں کہا فقیرو (حضرت

قریشی مریدوں کو فقیر کہتے تھے (تمہارے سامنے جو روٹی پڑی ہے اس کے لئے ہل چلایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر بیچ ڈالا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو پانی دیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم بھوسے سے الگ کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو پیسا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر آٹا گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر روٹی پکانی گئی وضو کے ساتھ، پھر آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا وضو کے ساتھ۔ ”کاش کہ تم وضو کے ساتھ اسے کھا لیتے“

کھانے کے آداب :-

اب سوچیں کہ جو قلمہ ہمارے سامنے آتا ہے وہ کتنے مراحل سے گزر کر آتا ہے۔ اللہ رب العزت کو وہ بندہ بڑا پسند ہے جو اس نعمت کی قدر کرے۔ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کھانا کھاتے تھے نہایت عجز کے ساتھ کھاتے تھے متکبر لوگوں کی طرح اوٹ لگا کر چل پھر کر نہیں کھاتے تھے۔ بیٹھ کے کھاتے تھے جیسے کسی آقا کے سامنے اس کا غلام ادب سے بیٹھ کر کھایا کرتا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ بیٹھ کے کھایا کرتے تھے۔ بندہ کھانا کھائے دل میں نعمت کا احساس ہو کہ یا اللہ یہ تیری نعمت ہے۔

عبرت انگیز واقعہ :-

اخبار میں ایک دفعہ پڑھا کہ فلاں فلاں ملک کا آدمی ہے جو کروڑ پتی ہے۔ اس نے اخبار میں اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر میرا علاج کر دے حتیٰ کہ میں ایک چپاتی کھانے کے قابل ہو جاؤں تو میں اس کو اتنے اتنے کروڑ روپیہ دوں گا۔ کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہے لیکن صحت ساتھ نہیں دیتی کہ ایک دن میں ایک روٹی کھانے کے قابل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحت دی ہے کہ ہم اپنی ضرورت کے مطابق کھاتے پیتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم سوچیں کہ کیا ہم نے اس کی بندگی کا حق ادا کیا یا نہیں کیا۔

حضرت سلیمانؑ کا مشہور واقعہ:-

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی انسانوں پر بھی، حیوانوں پر بھی، پرندوں پر بھی، ہوا پر بھی، پانی پر بھی، سب پر حکومت عطا فرمائی، ایک دن سلیمانؑ نے دعا کی یا اللہ میں تیری مخلوق کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا بہت اچھا کرو۔ یا اللہ! میں جو کھانا تیار کروں ضائع نہ ہو۔ فرمایا ضائع نہیں ہوگا۔ سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا کہ کھانا تیار کرو جنوں نے بہت بڑی بڑی دیکیں بنائی اور ان میں کھانا تیار کرنا شروع کر دیا۔ پکاتے رہے اور کئی سال تک وہ جمع کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سلیمانؑ کے دل میں بات آئی کہ یہ کھانا ساری مخلوق کے لئے کافی ہوگا۔ دل میں تسلی ہو گئی عرض کیا یا اللہ! اب میں تیری مخلوق کو کھانا کھلانا چاہتا ہوں فرمایا کھلاؤ۔ یا اللہ خشکی کی مخلوق کو کھلاؤں یا تری کی مخلوق کو، فرمایا۔ سمندر کے قریب ہو لہذا پانی کی مخلوق کو پہلے کھلا دو۔ سمندر سے ایک مچھلی تیرتی ہوئی آئی اور اس نے منہ کھول دیا اب جنوں نے اس کے منہ میں دیکیں الٹا شروع کر دیں۔ الٹتے گئے جتنی دیکیں پکائی تھیں وہ ساری کی ساری دیکیں ختم ہو گئیں اتنی بڑی مچھلی۔ جی ہاں اتنی بڑی مچھلیاں ہوتی ہیں۔ بعض مچھلیاں تو اتنی بڑی ہوتی ہیں کہ جہاز ان کو زمین سمجھ کر لنگر انداز ہو جاتے ہیں۔

ذاتی واقعہ:-

آپ دیکھئے بیرون ملک جانے والا ہوائی جہاز اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس کے اندر پانچ چھ سو مسافر آ جاتے ہیں۔ پھر وہ اتنا اونچا اڑ رہا ہوتا ہے کہ جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو ایک پرندے کی طرح نظر آتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ پیرس سے پرواز کی دوسرے کسی دوسرے ملک جانا تھا، راستے میں سمندر پڑتا تھا تو جہاز میں بیٹھے ہوئے میں نے نیچے سمندر میں دیکھا تو مجھے مچھلیاں ٹیوٹا کرولا کار کے برابر نظر آئیں، میں حیران ہوا کہ زمین سے اگر اس ہوائی جہاز کو میں دیکھتا ہوں تو پرندے کے برابر نظر آتا ہے تو کتنی بڑی

مچھلیاں ہوگی جو جہاز سے بیٹھے ہوئے کار کے برابر نظر آرہی ہیں۔ واقعی وہیل مچھلی اور شارک مچھلی بہت بڑی ہوتی ہے۔ اب سوچئے کہ سلیمانؑ کے جنوں نے اس مچھلی کو ساری خوراک ڈال دی تو بھی اس مچھلی کا منہ کھلا رہا۔ سلیمانؑ حیران ہوئے کہ یا اللہ وہ سارا کھانا ختم ہو گیا۔ مچھلی سے پوچھا! تو نے اتنا کھایا..... وہ کہنے لگی میں اس پاک پروردگار کی تعریف کرتی ہوں اے اللہ کے پیارے نبی! جتنا لقمہ آپ نے مجھے کھلایا اللہ تعالیٰ اس سے تین گنا بڑا لقمہ روزانہ کھلایا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر۔

رزق کی تقسیم:-

اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی مخلوق ہے پھر بھی وہ ہمیں رزق دینا نہیں بھولتا۔ اس لئے اگر کھانے میں کوئی سبزی بھی آجائے تو یہ نہ دیکھیں کہ کھانے کو سبزی ملی بلکہ یہ دیکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رزق کو تقسیم کیا تو ہمیں یاد رکھا۔ یہ اس مالک کی مہربانی ہے۔ تو روزہ کا اصل مقصد ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس پیدا کرنا ہے تاکہ پرہیزگاری پیدا ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ